OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

تالیفات و تحقیقاتِ اسلامیہ میں مستشرقین کا کردار: ایک علمی تجزیہ

Role of Orientalists in Islamic Authorship and Research: A Scholarly Study

Muhammad Toseef

Doctoral Candidate, Department of Islamic Thought and Civilization (ITC), University of Management and Technology, Lahore

Dr. Muhammad Kalim Ullah Khan

HOD, Department of Islamic Thought and Civilization (ITC), University of Management and Technology, Sialkot Campus

Abstract

This research paper explores the role of Orientalists in Islamic authorship and studies. It delves into the historical context of Orientalist contributions, examining their motivations, methodologies, and the impact of their works on Islamic scholarship. By analyzing the contributions of key figures in the field, the study assesses how Orientalists have influenced both Western and Islamic perceptions of Islamic history, theology, and culture. The paper also critically examines the controversies and debates surrounding Orientalist scholarship, particularly in terms of biases and representations. Through a comprehensive review of primary and secondary sources, this study aims to provide a nuanced understanding of the Orientalist role in the development and dissemination of Islamic knowledge.

CC BY

Keywords: Orientalists, Arabic Publications, Motivations of orientalism

تمہید

تالیفات اور تحقیقات پر بات کرنے سے پہلے ہم تحریکِ استشراق کے آغاز کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ تاکہ ہم ایک تسلسل کے ساتھ اُن کے کردار کو سمجھ سکیں۔ تحریک استشراق در حقیقت دینِ اسلام کے وجود کے ساتھ ہی وقوع پذیر ہو گئی تھی تاہم "Orientalism" کی اصطلاح یورپین زبانوں میں اٹھارویں اور انیسویں صدی میں رائج ہوئی۔ تحریک استشراق کے آغاز کے متعلق ہمیں متعدد آراء ملتی ہیں۔ بعض محققین کی رائے میں اس کا آغاز نویں صدی عیسوی میں ہوا جب 'اہلِ مالقہ' نے اسلامی ثقافت کو داغ دار کرنے کے لیے کلام، ادب اور احکامی کتب کا مطالعہ کرنا شروع کیا اور اس سلسلہ میں اچھا خاصا زرِ نقد صرف کیا۔[1] دوسری رائے کے مطابق اس تحریک کی ابتدا دسویں صدی میں اس وقت ہوئی جب ایک فرانسیسی 'جربردی' اور 'الیاک' (940-1003)' اشبیلیہ' اور 'قرطبہ' کی جامعات میں علومِ اسلامیہ پر دسترس حاصل کرنے کے بعد 999ء سے 1003ء تک پاپائے روم کے عہدہ پر متعین رہا۔[2] بعض محققین کے نزدیک تحریکِ استشراق کا باقاعدہ آغاز تیرہویں صدی عیسوی میں ہوا جب الفونس دہم نے 1269ء میں 'مریسلیا' میں تقابلِ ادیان کے حوالے سے ایک ادارہ ابو بکر رقوطی کے زیرِ نگرانی قائم کیا۔ اسی ادارے میں قرآن کا ہسپانوی زبان میں ترجمہ کیا گیا، اسی عہد میں فریڈرک دوم (شاہِ سسلی) نے بھی اسلامی موضوعات پر مشتمل کتب کے تراجم کرائے اور ان کو یورپ کے تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں بھیجا۔[3] استشراق یا مستشرق سے کیا مراد ہے ؟ مختصر الفاظ میں مستشرق مغرب میں رہنے والے ایک ایسے اسکالر، عالم اور دانشور کو کہتے ہیں جو مشرقی علوم، ادب اور معاشرت وغیرہ میں دلچسپی رکھتا ہو، تاہم 'زلفو مدینہ' کے دیے گئے معانی اور لفظ کے عام استعمال کی روشنی میں مستشرق کے مفہوم کی مزید تحدید بھی ہو سکتی ہے جس کے پیشِ نظر مستشرق مغرب کے ایک ایسے عالم کو کہا جاتا ہے جو اسلام، اسلامی تہذیب، اسلامی معاشرت اور اسلامی زبانوں میں دلچسپی رکھتا ہو۔[4] مستشرقین نے تحقیق و تالیف میں دلچسپی لیتے ہوئے سترہویں صدی میں مستشرقین یورپ نے نادر الوجود عربی کتابوں کے تراجم کرائے اور اُن کو شائع کرایا۔ اُن کی دلچسپی اور ذوق کی وجہ سے یورپی ممالک میں جابجا عربی زبان کے شعبے قائم ہونے لگے۔ پوپ اربن ہشتم نے 1647ء میں روم میں کالج آف پروپیگنڈا (College of propaganda) قائم کیا، جہاں مشرقی علوم کا سرگرمی سے مطالعہ کیا جانے لگا۔

1638ء میں آکسفورڈ میں شعبہ عربی کا قیام عمل میں آیا۔ ایڈورڈ پوکاک (Edward Pococke) اس کے پہلے صدر مقرر ہوئے، اس کے علاوہ اسلامی علوم اور تہذیب و تمدن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے ایک ادارہ ڈی ہربیلوٹ (D Harbelot) کی سرکردگی میں قائم کیا گیا۔ اس ادارے نے ایک اہم کام یہ کیا کہ اُس وقت تک جس قدر بھی مشرقی علوم پر کتابیں شائع ہوئی تھیں، ان کی ایک باقاعدہ فہرست مرتب کرکے شائع کر دی۔ یہ "Bibliotheque Orientalo" 1697ء میں شائع ہوئی اسے مغرب میں انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مرتب کرنے کی اولین کوشش قرار دیا گیا۔[5] اس صدی میں کم تصانیف سامنے آئی تاہم مستشرقین کے رویے میں کچھ فرق نظر آتا ہے اور اس فرق کی اصل وجہ اُن کے ماخذ کی تبدیلی تھی۔ اس سے قبل مستشرقین اپنے روایتی مواد پر بھروسہ کرتے تھے۔ لیکن اب عربی زبان سے واقفیت اور عربی کتابوں کے حصول و اشاعت و مطالعہ نے انہیں حقائق سے نزدیک تر کر دیا۔[6]

اٹھارویں صدي کے اواخر میں یورپ کي سیاسي قوت اسلامي ممالک میں پھیلنی شروع ہو گئي، جس نے مستشرقین کي ایک کثیر التعداد جماعت پیدا کر دي۔ جنھوں نے حکومت کے اشارے سے السنہ شرقیہ کے مدارس کھولے، مشرقي کتب خانوں کي بنیادیں ڈالیں۔ ایشیاء ٹک سوسائٹیاں قائم کیں۔ مشرقي تصنیفات کي طبع و اشاعت کے سامان پیدا کیے اور مشرق میں لکھي جانے والي کتابوں کے تراجم کا کام بھي شروع کیا گیا۔[7] مسلمانوں کے یہاں عربي زبان میں سیرت و مغازي کي جو کتابیں محفوظ تھیں وہ ایک ایک کر کے باستثنائے چند اٹھارویں صدي کے اواخر سے لیکر انیسویں صدي کے اختتام تک یورپ میں چھپ گئیں اور ان میں سے اکثر کا یورپي زبانوں میں ترجمہ بھي ہو گیا۔[8]

انیسویں صدي سے لے کر بیسویں صدي کے ربع اول 1801ء تا 1925ء تک کے زمانے کو تحریک استشراق کے عروج کا زمانہ قرار دیا جاتا ہے۔ یہ دور مسلمانوں کے زوال اور مغرب کے دور عروج تھا، اس دور میں مغرب نے سیاسي، عسکري، معاشي معاشرتي اور ثقافتي میدانوں میں مسلسل بالادستي حاصل کیے رکھي اور رفتہ رفتہ سامراجي گرفت عالم اسلام پر مضبوط ہوتي گئي۔ جس کا لازمي نتیجہ تحریک استشراق میں سرگرمي کي صورت میں نکلا، اس دور میں مستشرقین کي تحریریں احساس برتري سے لبریز تھیں۔[9] اور انھوں نے تصنیف اور تالیف کے ڈھیر لگا دیئے اس دور میں مستشرقین کا معیار تحقیق و استدلال بھي بلند ہوا اور تحقیق و جستجو میں انھوں نے ایسا کمال دکھایا جو آج بھي باعث حیرت ہے۔ اپني سرگرمیوں کو منظم و مرتب کرنے کے ضمن میں مستشرقین نے اس دور میں متعدد تحقیقي ادارے قائم کیے، مثلاً سوسائٹي ایشاءٹک آف پیرس 1823ء رائل ایشاءٹک سوسائٹي آف گریٹ برٹین اینڈ آئرلینڈ 1823ء اور امریکن اورینٹل سوسائٹي 1842ء وغیرہ ان تمام ارادوں نے جلد ہي اپنے اپنے رسائل اور جریدے نکالنے شروع کر دیے۔ چنانچہ ہندوستان سے The Muslim World کا اجراء پیرس سے 1895ء میں Revealed Islam کا اجراء، روس سے 1912ء میں Mir Islam کا اجراء ہوا۔ ان رسائل و جرائد کي اشاعتي سرگرمیوں کا مقصد بظاہر تو یہ تھا کہ وہ اپني تحقیقات سے دوسروں کو روشناس کرا سکیں۔ لیکن بہ باطن مدعا اپنے پرانے استشراقي مقاصد کي تکمیل ہي تھا۔[10] اسي دور میں مستشرقین نے اپني پہلي عالمي کانگریس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جو 1873ء میں منعقد ہوئي اور بعد میں اس روایت کو قائم رکھا گیا۔ ان اجتماعات میں مختلف اداروں کي سرگرمیاں، کارکردگي، نتائج، اطلاعات کا تبادلہ، بڑے بڑے علماء و فضلاء کي شرکت، مقالات، خطبات، صلاح و مشورے، قراردادیں پیش ہوتیں۔ ان سب باتوں نے تحریک استشراق کو زیادہ فعال اور سرگرم بنا دیا۔[11]

الغرض انیسویں صدي اور بیسویں صدي مستشرقین کا نقطہ کمال ثابت ہوا۔ اس صدي کے مصنفین نے تحقیقي میدانوں میں اپنا لوہا منوا لیا اور مشرق پر اُن کي تحقیقات کا مقابلہ خود مشرق نہ کر سکا۔[12] بیسویں صدي کے ربع اول میں ختم ہونے والے دور کے بعد عہد جدید کا آغاز ہوتا ہے جو تاحال جاري و ساري ہے۔ اب مستشرقین کا انہاک توجہ بڑھ گیا۔ جز وقتي اسکالر کے بجائے کل وقتي علماء نے جگہ حاصل کي اور آکسفورڈ، کیمرج، لندن اور مغرب کي دوسري جامعات میں قرآن، حدیث، فقہ، تصوف اور دوسرے اسلامي معاشرتي مباحث کے لیے باقاعدہ نشستیں مخصوص کي جانے لگیں۔[13] یہ مطالعہ پر خلوص نہ تھا مگر اس سے بہر حال خال خال مفید نتائج ہي نکلے اور کعبہ کو صنم خانے سے بعض پاسباں مل گئے۔ المختصر تحریک استشراق مختلف منازل طے کرنے کے بعد رواں صدي میں قدرے کم زوري سے جاري ہے۔

مستشرقین اور تالیفات

مفتاح کنوز السنۃ

موضوعاتی بنیاد پر ترتیب شدہ یہ حدیث کی سب سے بڑی فہرست ہے۔ یہ حدیث کی ﴿۱۴﴾ بنیادی کتابوں "صحیح بخاری، مسلم، سنن ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مؤطا مالک، مسند احمد، ابو داؤد طیالسی، زید بن علی، مغازی واقدی، سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد" میں وارد احادیث و آثار کی موضوعاتی تقسیم پر مشتمل ہے۔[14] انگریزی زبان میں اس کتاب کی تیاری کا آغاز (۱۳۳۵ھ۔۱۹۱۷ء) میں ولندیزی مستشرق آرنٹ جان وینسنک A.G.Wensincit نے (۱۹۳۹ء) کیا تھا۔ دس سال کی لگاتار محنت کے بعد اس کا انگریزی ایڈیشن (۱۳۴۶ھ ۱۹۲۷ء) میں لائیڈن سے شائع ہوا چودہ سال بعد اس کا عربی ترجمہ استاد محمد فواد عبد الباقی نے (۱۳۵۳ھ۔۱۹۴۱ء) میں قاہرہ سے شائع کیا۔ عربی ایڈیشن کی تیاری میں مترجم کو علامہ رشید رضا مصری سے بھرپور رہنمائی حاصل ہوئی۔ علامہ نے کتاب کے مقدمے میں اس کتاب کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا ہے اگر اس جیسی جملہ کتب حدیث کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوتیں تو عبارتوں کے تلاش میں گذرنے والی میری آدھی عمر بچ جاتی باوجود اس کے اس کتاب ﴿مفتاح کنوز السنۃ﴾ سے بے نیازی نہ ہوتی، کیونکہ یہ کتاب آپ کی رہنمائی جہاں ان قولی احادیث کی طرف کرتی ہیں جن کے ابتدائی الفاظ سے آپ واقف ہیں، وہیں یہ آپ کی رہنمائی تمام قولی و عملی سنتوں جیسے شمائل، وضاحتوں، مناقب اور غزوات وغیرہ سے وابستہ احادیث کی طرف کرتی ہے۔ اگر یہ یا اس قسم کی کوئی کتاب حدیث کی کتابوں کے ساتھ میری مشغولیت کے ابتدائی زمانے میں ملتی تو میری تین چوتھائی عمر اس میں صرف ہونے سے بچ جاتی۔ یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ جب کوئی شخص علم حدیث پر کام کر رہا ہو اور احادیث کے حوالے تلاش کر رہا ہو اور اس کتاب سے مدد لے اُس وقت اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ اُن چند کتابوں میں سے ہے جو حدیث کے طلبہ بہت کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور علم حدیث کا کوئی استاد کوئی محقق اور کوئی مصنف اس کتاب سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ یہ مستشرقین کا ایک قابل قدر کارنامہ ہے اور ہمیں اس کا اعتراف کرنا چاہیے۔ اُنھوں نے اچھی کاوش کی ہے ہم اس کی قدر کرتے ہیں۔[15] لہٰذا اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مغربی عالموں نے علوم اسلامی کی خدمت سر انجام نہیں دی۔ ہمیں مستشرقین کی مثبت علمی کاوشوں کا اعتراف کرنا چاہیے۔ ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ اچھی بات کی تعریف کرے اور بری بات کی نشاندہی کرے۔ ہم مستشرقین کے کاموں پر تنقید کرتے ہیں۔ مستشرقین کے جو کام تنقید کے قابل ہیں اُن پر تنقید کرنی چاہیے۔ جہاں جہاں غلطیاں ہیں ان کی نشاندہی کرنی چاہیے۔ جہاں جہاں اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں یا پیدا کی گئی ہیں اُن کا ازالہ کیا جانا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ جہاں مستشرقین نے کوئی اچھا کام کیا ہے اس کا اعتراف بھی کرنا چاہیے۔ مستشرقین کا کیا ہوا ایک غیر معمولی کام "المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث" جیسے جامع انڈکس کی ترتیب ہے۔[16] یہ مستشرقین کی ایک جماعت نے سالہا سال کی کوششوں کے بعد تیار کی ہے۔ یہ بڑے سائز کی سات آٹھ جلدوں میں حدیث کی ایک انڈکس ہے جو ابجدی ترتیب کے حساب سے ہے۔ آپ کو کسی حدیث کا کوئی لفظ بھی یاد ہو تو آپ اس سے نو کتابوں میں موجود کسی حدیث کا پتہ چلا سکتے ہیں۔ صحاح ستہ، موطا امام مالک، مسند امام احمد اور مسند دارمی آپ کو مثال کے طور پر اگر یہ یاد ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ کی روایت کردہ حدیث ہے کہ انھوں نے ایک اونٹ خریدا اور وہ اُن سے رسول اللہ ﷺ نے خرید لیا۔ اب آپ کو جمل کا لفظ معلوم ہے اور باقی کوئی الفاظ یاد نہیں ہیں اور نہ یہ یاد ہے کہ صحابی رضی اللہ کون سے تھے، تو آپ ابجد کے حساب سے جمل میں تلاش کریں۔ جمل کی احادیث دیکھ لیں تو آپ کو وہ حدیث مل جائے گی جس میں حضرت جابر کے

اونٹ خریدنے اور رسول اللہ ﷺ سے معاملہ کرنے کا ذکر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مستشرقین کا ایک اور کام جو دور جدید میں ہمارے سامنے آیا ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں نے بھی اس طریق کار کو اختیار کیا وہ کتابوں کی ایڈٹنگ کا ایک نیا اسلوب ہے۔ ہمارے قدیم زمانے میں اسلامی دور میں جو کتابیں لکھی جاتی تھیں یا چھپتی تھیں۔ ان میں نہ کوئی پیراگراف ہوتا تھا نہ گنتی ہوتی تھی نہ انڈکس ہوتی تھی، نہ فہرست ہوتی تھی اور کتاب شروع سے لیکر آخر تک ایک ہی پیرے میں ہوتی تھی۔ جس زمانے میں اہل علم اپنے حافظہ اور یاداشت میں بہت اونچے مقام پر فائز تھے ان کو شاید یہ یاد ہوتا ہو گا کہ کس کتاب میں کون سی بات کہاں لکھی ہوئی ہے۔[17] لیکن اب جب کہ ہمتیں کم ہو گئیں اور حوصلے پست ہو گئے تو اب یہ دشوار ہو گیا کہ اتنی بڑی کتاب میں کوئی چیز تلاش کرنی ہو کس طرح تلاش کی جائے۔ اس میں مستشرقین کے اسلوب سے بڑی مدد ملی۔ انھوں نے کتابوں کو ایڈٹ کرنے کا اور شائع کرنے کا ایک نیا طریقہ اختیار کیا جس پر اب دنیائے اسلام میں بھی عمل ہو رہا ہے۔ اب نئی نئی کتابیں تحقیق ہو کر سامنے آ رہی ہیں جن میں کتاب کو پیراگراف کے انداز میں تقسیم کیا گیا۔ اس کے مندرجات کو انڈکس کیا گیا اور ان کے اشاریئے مرتب کئے گئے۔ فہرستیں تیار کی گئیں۔ اس کتاب کے پرانے نسخوں سے اس کا موازنہ کیا گیا اور صحیح ترین نسخہ کے تعین کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ اہتمام کسی حد تک پہلے بھی ہوا کرتا تھا لیکن اب زیادہ سائنسی اور علمی انداز میں ہونے لگا ہے۔ اس طرح سے اگر کتاب میں کسی سابقہ کتاب کا حوالہ ہے تو اس کتاب سے تلاش کر کے اس حوالے کی نشاندہی کی جائے تاکہ آسانی ہو جائے اور اصل کتاب سے موازنہ کر کے رجوع کیا جا سکے۔ یہ طریقہ مغرب میں رائج ہوا اور دنیائے اسلام نے اس کو اپنایا۔ بلاشبہ یہ ایک اچھا طریقہ ہے اس کے مطابق حدیث کی بہت سی کتابیں شائع ہوئی ہیں جن سے استفادہ کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔ اس ساری بحث کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ یورپ میں اس حوالے سے کیا کام ہوا تو پتہ چلتا ہے کہ یورپ اور عالم اسلام کے باہمی تعلقات صدیوں سے قائم تھے، یہ تعلقات شروع میں خالص تجارتی، دینی اور علمی تھے، بیت المقدس عیسائیوں کا دینی اور روحانی مرکز ھے، اس لیے فلسطین جانے والے عیسائی زائرین کی رہنمائی کے مختلف اوقات میں ھدایت نامے سفر نامے اور عربی بول چال کی کتابیں لاطینی رسم الخط میں لکھی گئیں اور صلیبی جنگوں کے زمانے میں ایک دوسرے کے علوم و فنون سے متعارف ھونے کے مزید مواقع پیدا ھوئے۔ آزمنہ وسطیٰ میں اندلس ھی تعلیم و تدریس کا مرکز تھا۔ لھٰذا اطالوی اور فرانسیسی طلبہ اشبیلیہ اور قرطبہ کا رخ کیا کرتے تھے، ان کے طفیل کندی، فارابی ابن سینا اور ابن رشد کی بھت سی کتابیں لاطینی زبان میں منتقل ھوئیں، یورپ ڈیکن پاپائے روم کا صدر مقام اور عیسائیت کی تعلیم و تدریس کا بڑا مرکز ھے، یھاں کے فارغ التحصیل دینی مناصب پاتے تھے، اور اپنے اپنے ملکوں میں جا کر تعلیم و تعلم کا فریضہ انجام دیتے تھے، یہ طلبہ عربی زبان سے بھی بقدر ضرورت واقف ھوتے تھے۔[18] عبرانی اور عربی زبانوں کی تحصیل کی طرف رغبت اور شوق کا ایک بڑا سبب کتاب مقدس کا علمی و تحقیقی مطالعہ تھا، چنانچہ سولھویں صدی عیسوی میں تورات کے ترجمے مختلف یورپی ممالک میں شائع ھوئے جن کی اصل عبرانی اور عربی تھی، کتاب مقدس کے تراجم میں لبنان کے عیسائی فضلاء کی علمی معاونت بھی شامل تھی، لبنان کے ارونی عیسائیوں کے پاپائے روم سے صدیوں سے تعلقات چلے آتے تھے۔[19] ھمیں تسلیم ھے کہ بعض مستشرقین کی کتاب میں یورپ کے روایتی مسیحی تعصب کی جھلک بھی نظر آتی ھے۔ ھمیں یہ بھی اقرار ھے کہ ان سے دانستہ اور نادانستہ غلطیاں بھی ھوتی ھیں۔ لیکن ساتھ ھی علمی دیانت کا تقاضا ھے کہ ان کی تلاش و محنت اور شوق علم یا جنون علم کا کھلے دل سے اعتراف کیا جائے۔ یورپ کے مشرقی علوم کے فاضلوں کی محنت کی بدولت اسلامی تاریخ، جغرافیہ، ادب

، شعر، لغت تفسیر اور فلسفہ اور دوسرے بہت سے علوم کے متعلق سیکڑوں کتابیں تصحیح و تعلیق سے نھایت عمدگی کے ساتھ چھپ کر شائع ھو چکی ھیں جن کے نام صرف کتابوں میں مذکور ھیں۔ جس محنت سے ایڈورڈلین نے عربي انگریزي لغت کو ترتیب دیا، زخاؤ نے "کتاب الھند" کي تصحیح کي، ڈخویہ نے "تاریخ الطبري" کو، فلوگل نے "کشف الظنون" [20]کو، رائٹ نے المبردکي "الکامل" کو، وسٹنفلیٹ نے "سیرت ابن ھشام" کو، رٹرنے م "قالات الاسلامیین" اور عبدالقاھر الجرجاني کي "اسرار البلاغہ" کو اور دوسرے مستشرقین نے سیکڑوں کتابوں کو برسھا برس کي جس محنت، جانفشاني اور تصحیح اور مختلف فھارس کے ساتھ چھاپ کر شائع کیا اس کے لیے ھم ان کے شکر گزار ھیں۔

وینسنک اور اس کے رفقاء نے تیس برس کي محنت شاقہ کے بعد کتب حدیث کا انڈکس بنام "المعجم المفھرس لالفاظ الحدیث النبوي" سات ضخیم جلدوں میں مرتب کر کے شائع کیا ھے۔[21] جو عصر حاضر کا عظیم کارنامہ ھے۔ مسلم ممالک کي تاریخي عمارتوں اور ان کے فنون لطیفہ پر کریسول کي شتر بار تصانیف بھي قابل توجہ ھیں۔ ھمارے ھاں صرف شعر و شاعري کو ادب سمجھا جاتا ھے۔ مستشرقین نے نثر کو بھي برابر کا درجہ دیا۔ ھمارے ھاں نقد الادب پر گنتي کي چند کتابیں تھیں مستشرقین نے ادبي تنقید کو ادب کي مستقل اور اھم شاخ بنا دیا ھے۔ ھمارے ھاں علماء، ادباء اور شعراء کے سیکڑوں تذکرے تھے۔ لیکن عھد بہ عھد کي مسلسل و مربوط علمي و ادبي تاریخ ناپید تھي۔ مستشرقین نے اس خلا کو پُر کیا۔ اسلامي ادبیات کي تاریخ کے لیے براؤن کي تاریخ ادبیات ایران، کال بروکلمان کي" تاریخ الادب العربي" [22]ور اسٹوري کي پرشین لٹریچر آج بھي مستند اور معتبر مآخذ کا درجہ رکھتي ھیں۔ ضرورت اس امر کي ھے کہ ھمارے نوجوان علماء مستشرقین سے شوق علم، لگن اور محنت کا سبق لیں اور ان کي غلطیوں، کوتاھیوں اور فروگذاشتوں کو مدنظر رکھتے ھوئے علوم اسلامیہ کي خدمت ان سے بھتر اور احسن طریقہ پر سرانجام دیں۔[23] اسلام میں علم، مطالعہ، تحقیق اور متاع لوح و قلم کي بڑي اہمیت ہے۔ علم کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں کہا گیا ہے کہ علم میں زیادتي عبادت میں زیادتي سے بہتر ہے۔ علم کا ایک شعبہ مخطوطات کي تحقیق بھي ہے۔ امام اوزاعي نے لکھا ہے کہ کثرت تصنیف اس امت کا اعجاز ہے۔ یہ تصنیفات مخطوطات کي شکل میں آج بھي موجود ہیں۔ محققین نے بے شمار مخطوطات کي تحقیق و تدوین کي ہے اور ان کو زیور طبع سے آراستہ کیا ہے اور بے شمار مخطوطات ابھي کتاب خانوں میں بند ہیں اور کسي دست تحقیق و تدقیق کے منتظر ہیں۔ تحقیق کے میدان میں مستشرقین کي کاوش کا بھي اعتراف کرنا چاہیے اور سچ یہ ہے کہ یہ جدید فن اُن ہي کے ذریعے مسلمان محققین تک پہنچا اور عام ہوا۔ مشہور محقق صلاح الدین "المنجد" مغرب کے معیار اور اصول تحقیق کو درست اور قابل ترجیح قرار دیتے ہیں۔

خلاصۂ بحث

مستشرقین نے ابتداء میں اپنے مقاصد کے تحت عربي زبان سیکھي، عربي کتابیں پڑھیں اور ان کي تحقیق کي اور پھر ان کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ بعد میں بعض مستشرقین کے یہاں معروضیت بھي پیدا ہوئي یعني تعصب میں کمي آئي، پریس کي ایجاد کے بعد مخطوطات کو تحقیق و تدوین کے بعد شائع کیا جانے لگا، اس طرح سے علم سینہ علم سفینہ بن گیا اور ہر خاص و عام تک ان کتابوں کي رسائي ہو گئي۔ حاجي خلیفہ کي **"کشف الظنون"** [24]ابن الندیم کي **"الفہرست"** [25]زمخشري کي **"المفصل"**، علامہ ذہبي کي **"تذکرہ الحفاظ"** [26]ابن ہشام کي "السیرۃ النبویۃ" [27]ابن خلکان کي، **"وفیات الاعیان"** [28]یاقوت الحموي کي **"معجم البلدان"** [29]وغیرہ کي ایڈیٹنگ سب مستشرقین کے کارنامے ہیں۔ کارل بروکلمان کي تاریخ ادب عربي[30] میں دنیا میں پھیلے ہوئے مخطوطات کا ذکر

تفصیل سے ملتا ہے۔ فواد سزگین کی "تاریخ التراث العربی"[31] میں بھی مخطوطات اور مراجع کا ذکر شرح وبسط سے کیا گیا ہے۔ لہذا اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہمیں تحقیقی علم میں رسوخ پیدا کرنے کے لیے اصلی مصادر سے استفادہ کرنا چاہیے یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم تحقیقی علم کے حصول کے لیے دن رات ایک کریں اور اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے ریسرچ و تحقیق کے میدان میں اپنا مقام پیدا کریں۔

حوالہ جات

[1] ڈاکٹر محمد احمد دیاب، اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، ص ۱۳، دارالمنار قاہرۃ مصر، ۱۹۹۹ء۔

[2] مرجع سابق۔

[3] نفس المصدر: ص ۱۴۔

[4] محمد یوسف رامپوری، تحریک استشراق، ص ۳۴و۳۵، مجلہ دارالعلوم دیوبند، مارچ ۱۹۸۸ء ___ استشراق کے لغوی واصطلاحی مفہوم کی تفصیل کے لیے ڈاکٹر اکرم چوہدری کا مقالہ "استشراق" (۵۶۵و۵۶۶) ملاحظہ ہو۔

[5] نثار احمد، ڈاکٹر، ص: 503، نیز عبد القادر جیلانی-ڈاکٹر، ص 151۔

[6] علامہ، شبلی نعمانی، مقدمہ سیرۃ النبی ﷺ، ج 1، ص 89۔

[7] ایضاً: ص 90۔

[8] ایضاً: ص 91۔

[9] عبد القادر جیلانی، ڈاکٹر، " اسلام پیغمبر اسلام، اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر" ص: 198۔

[10] صباح الدین، عبد الرحمن، سید، "مستشرقین اور مطالعہ سیرت" دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، انڈیا۔

[11] مستشرقین کی ان عالمی کانفرنسوں کے احوال کے لیے ماہنامہ معارف اعظم گڑھ کے مختلف شماروں میں ڈاکٹر حمید اللہ کے خطوط دیکھے۔ محمد سہیل شفیق، "اشاریہ معارف اعظم گڑھ" (قرطاس، کراچی۔ اپریل 2006)۔

[12] اس صدی کے مستشرقین کے حالات وواقعات کے لیے دیکھے سید سلیمان ندوی کا طویل مقالہ در "الندوہ لکھنو، مئی 1912ء۔

[13] زکریا ہاشم "المستشرقون والاسلام" مکتبہ نور، تاریخ اشاعت 2007ء، ص: 169۔

[14] مولف، اے ای وینسنک، 7 اگست 1882، مؤرخ، استاذ جامعہ۔

[15] محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات حدیث، الفیصل ناشران وتاجران، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

[16] ایضاً۔

[17] محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات حدیث، الفیصل ناشران وتاجران، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

[18] صباح الدین عبد الرحمن، سید، اسلام و مستشرقین، ص 28۔

[19] ایضاً، ص 29۔

[20] علامہ ملا کاتب چلبی (متوفی 1067ء)، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مکتبہ الوقفیہ۔

[21] مصنف، اے-ای وینسنک، محقق، ناشر، مکتبہ بریل 1936ء۔

[22] الدکتور، کارل بروکمان، ماہر لسانیات، مستشرق، پروفیسر جامعہ، جرمنی۔

[23] صباح الدین عبد الرحمن، سید، اسلام و مستشرقین، ج چہارم، ص 73۔

[24] علامہ ملا کاتب چلبی، (متوفی 1067ء) کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مکتبہ الوقفیہ۔

[25] ابو الفرج محمد بن ابی یعقوب اسحق المعروف بالوراق، الفہرست للندیم، مکتبہ الوقفیہ۔

[26] حافظ شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، مکتبہ المیزان اردو بازار لاہور۔

[27] ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری، السیرۃ النبویۃ، مکتبہ المیزان اردو بازار لاہور۔

[28] احمد بن ابراہیم بن خلکان (608 ھجري) موارد ابن خلکان من المؤلفات الاندلسیہ في وفیات الاعیان، مکتبہ الوقفیہ –

[29] یاقوت بن عبد اللہ الحموي الرومي البغدادي شھاب الدین ابوعبد اللہ، معجم البلدان، ناشر، دار صادر –

[30] کارل بروکلمان تاریخ ادب عربي، ناشر، دار صادر –

[31] الدکتور، فواد سیزگین، تاریخ التراث العربي، ناشر، جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ –